بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیغام انٹرنیشنل

جنوری 2017ء

ربیع الآخر/۱۴۳۸ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت، کا ترجمان

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ مدعی نبوت نہیں مجدد صد چاردہم تھے، جس کی پیشن گوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی تھی۔

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

۱: اعلانات و خبریں	۲
۲: کلامِ امام۔ (فرمودات حضرت مسیح موعودؑ)	3
۳: ڈاکٹر سر محمد اقبال اور جماعت احمدیہ از غلام نبی مسلم	۴
۴: کچھ سوالات از شاہد عزیز	۶

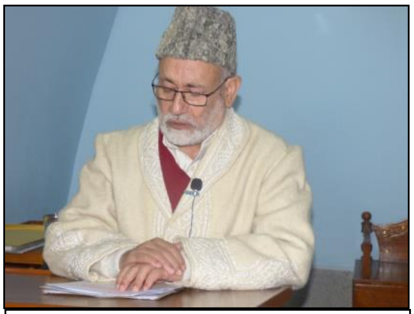

ڈاکٹر عبدالکریم سعید، سالانہ دعائیہ کا افتتاح کر رہے ہیں۔ حضرت امیر،

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

www.virtualmosque.co.uk پر

پروگرام و اوقات

جمعہ-انگریزی	13:00
درس-بعد از جمعہ انگریزی	13:30
ماہانہ اجلاس-انگریزی-ہر ماہ پہلی اتوار	15:00
عیدین-انگریزی	11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی	13:00	سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور تبادلہ خیالات-	ہر اتوار	09:00

سکائپ آئی ڈی

Lahori-Ahmadi

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط وکتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

حضرت امیر برلن مسجد کی اپیل لانچ کر رہے ہیں۔

اعلانات و خبریں

مرکز

مرکز نے ہر موقع پر جماعت احمدیہ لاہور، شاخ انگلستان کی مدد کی ہے۔ آج ہمارا مرکز برلن مسجد کی مرمت کے لئے ہماری مدد کا طلب گار ہے۔ درخواست ہے کہ ہر ممبر مرکز کی اِس اپیل پر بڑھ چڑھ کر قربانی دے۔ ہمارے عظیم آبا و اجداد نے پچھلی صدی میں برلن میں ایک مسجد تعمیر کر کے ایک قابل رشک مثال قائم کی تھی۔ ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اِس کے لئے قربانیاں دینی ہیں تا کہ ہماری آنے والی نسلیں ہمارے کارناموں پر اُسی طرح فخر کریں جس طرح آج ہم اپنے آباء کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں۔ احمدی ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم ہر لمحہ اِس جماعت کے لئے اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی عزت تک کی قربانی دینے سے گریز نہ کریں۔

سب سے کم عمر مقرر

ہندوستان اور جموں اور کشمیر

صدر جماعت احمدیہ لاہور (شاخ انگلستان) کے حالیہ دورہ میں ممبران جماعت جموں نے دیگر کئی مشکلات میں سے جس مشکل کا ذکر کیا وہ جماعت کے اپنے قبرستان کا فقدان تھا۔ ممبران جماعت نے عام مسلمانوں کے قبرستان جا کر وہ بورڈ بھی دکھایا جس پر اہل سُنت والجماعت نے لکھا تھا کہ 'مرزائیوں' کے ساتھ کھانا، پینا، اُن کے گھر جانا، اُنہیں اپنے گھر بُلانا، اُن کو سلام کرنا، ہاتھ مِلانا سب کفر میں شامل ہے اور جو کوئی غیر احمدی ایسا کرے گا

سالانہ دعائیہ کے مناظر

وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ بورڈ پر یہ بھی تحریر تھا کہ یہ مسلمانوں کا قبرستان ہے اور اِس میں 'مرزائیوں' کی تدفین ممنوع ہے۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے کہا ہے کہ اگر احمدی وہاں تدفین کرنا چاہیں تو حکومت حفاظت کرے گی لیکن حکومت ۲۴ گھنٹے گارڈ تو مقرر نہیں کر سکتی اور ہونا یہ تھا کہ بعد میں اہل سنت میت کی بے حُرمتی کرتے۔ اِس لئے جماعت نے اپنا الگ قبرستان قائم کرنے اور اِس کے لئے چندہ کرنے کی مہم شروع کر دی ہے۔ شوکت علی صاحب نے اِس کام کے لئے اپنی طرف سے پچاس ہزار سے زیادہ رقم دی ہے۔ خدا تعالیٰ

اُنہیں جزا دے۔ مزید ہر فیملی نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اِس مقصد کے لئے سات ہزار روپے چندہ دیں گے۔ اگر پھر بھی زمین کی قیمت پوری نہ ہو سکی تو پھر ایک دوسرے ذریعے نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کسی بھی کمی کو پورا کریں گے۔

جماعت کی بقا کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم کسی چیز کے لئے کسی دوسری جماعت یا تنظیم کے مرہونِ منت نہ ہوں اور ہر ضرورت کے لئے ہم اپنے وسائل بروئے کار لائیں۔ چاہے وہ جموں میں قبرستان کا مسئلہ ہو یا برلِن کی مسجد کی مرمت کا۔ یاد رکھیں کہ دوسرے صرف ہمیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مطلب تبلیغ ہو، برطانوی پارلیمنٹ کو سوالات کا جواب دینا ہو یا سیاسی پناہ لینا۔ اور اپنا مطلب نکالنے کے بعد اُنہیں یاد آ جاتا ہے کہ ہم احمدی اور کافر ہیں۔ اسی لئے ہمیں دوسروں کو خوش کرنے کی بجائے اپنی جماعت کو مضبوط بنانے پر زور دینا چاہیے۔ جماعت کی ترقی کا راز اِسی میں ہے۔

جو دوست جماعت انگلستان کے اس فیصلے پر کہ ہم نے اپنا الگ قبرستان قائم کرنا ہے تنقید کر رہے تھے اُن دوستوں کے لئے اِس قصے میں ایک سبق ہے۔ وہ یہ کہ **ہم ایک منفرد اور الگ مسلمان جماعت ہیں اور ہمیں کسی سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔**

کلامِ امام

رہا یہ قول مضمون خواں صاحب کا کہ اس کے خیال کے موافق اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ گویا خدا انسان کی طرح آسمان پر بیٹھا ہوا ہے سو یہ محض اس کی ناواقفی ہے چونکہ ہندو لوگ محض اپنی جہالت اور بخل اور تعصب کی راہ سے قرآن شریف پر ایک نظر تدبر بھی نہیں ڈالتے اس لئے ایسے ایسے شیطانی اعتراض ان کو سوجھتے ہیں۔ پس واضح ہو کہ قرآن شریف کی تعلیم کے رو سے خدا جیسا کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے هو الذی فی السماء اله وفی الارض اله (الزخرف:۸۵) یعنی زمین میں وہی خدا ہے اور وہی آسمان میں خدا۔ اور فرمایا کہ کسی پوشیدہ* مشورہ میں تین آدمی نہیں ہوتے جن کے ساتھ چوتھا خدا نہیں ہوتا اور فرمایا کہ وہ غیر محدود ہے جیسا کہ اس آیت میں لکھا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار (الانعام:۱۰۴) یعنی آنکھیں اس کے انتہا کو نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کے انتہا تک پہنچتا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ونحن اقرب اليه من حبل الوريد (قٓ:۱۷) یعنی ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں اور یہ بھی ایک جگہ فرمایا کہ خدا ہر ایک چیز پر محیط ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان الله يحول بين المرء وقلبه (الانفال:۲۵) یعنی خدا وہ ہے جو انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ الله نور السموت والارض (النور:۳۶) یعنی خدا وہ ہے جو زمین و آسمان میں اسی کے چہرہ کی چمک ہے اور اس کے بغیر سب تاریکی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام (الرحمن:۲۷) یعنی ہر ایک وجود ہلاک ہونے والا اور تغیر پذیر ہے اور وہ جو باقی رہنے والا ہے وہی خدا ہے یعنی ہر ایک چیز فنا قبول کرتی ہے اور تغیر قبول کرتی ہے مگر انسانی فطرت اس بات کے ماننے کے لئے مجبور ہے کہ اس تمام عالم ارضی اور سماوی میں ایک ایسی ذات بھی ہے کہ جب سب پر فنا اور تغیر وارد ہو اس پر تغیر اور فنا وارد نہیں ہو گی وہ اپنے حال پر باقی رہتا ہے وہی خدا ہے۔ لیکن چونکہ زمین پر گناہ اور معصیت اور ناپاک کام بھی ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کو صرف زمین تک محدود رکھنے والے آخر کار بت پرست اور مخلوق پرست ہو جاتے ہیں جیسا کہ تمام ہندو ہو گئے۔ اس لئے قرآن شریف میں ایک طرف تو یہ بیان کیا کہ خدا کا اپنی مخلوق سے شدید تعلق ہے اور وہ ہر ایک جان کی جان ہے اور ہر ایک ہستی اسی کے سہارے سے ہے۔ پھر دوسری طرف اس غلطی سے محفوظ رکھنے کے لئے کہ تا اس کے تعلق سے جو انسان کے ساتھ ہے کوئی شخص انسان کو اس کا عین ہی نہ سمجھ بیٹھے جیسا کہ ویدانت والے سمجھتے ہیں۔ یہ بھی فرما دیا کہ وہ سب سے برتر اور تمام مخلوقات سے وراء الوراء مقام پر ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں عرش کہتے ہیں اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں ہے صرف وراء الوراء مرتبہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایسا تخت ہے جس پر خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح بیٹھا ہوا تصور کیا جائے بلکہ جو مخلوق سے بہت دور اور تنزہ اور تقدس کا مقام ہے اس کو عرش کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کے ساتھ خالقیت اور مخلوقیت کا تعلق قائم کر کے پھر عرش پر قائم ہو گیا یعنی تمام تعلقات کے بعد الگ کا الگ رہا اور مخلوق کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا۔

غرض خدا کا انسان کے ساتھ ہونا اور ہر ایک چیز پر محیط ہونا ای خدا کی تشبیہی صفت ہے اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا ہے کہ تا وہ انسان پر اپنا قرب ثابت کرے اور خدا کا تمام مخلوقات سے وراء الوراء ہونا اور سب سے برتر اور اعلیٰ اور دور تر ہونا اور اس تنزہ اور تقدس کے مقام پر ہونا جو مخلوقیت سے دور ہے عرش کے نام سے پکارا جاتا ہے اس صفت کا نام تنزیہی صفت ہے اور خدا نے قرآن شریف میں اس لئے اس صفت کا ذکر کیا تا وہ اس سے اپنی توحید اور اپنا وحدہٗ لاشریک ہونا اور مخلوق کی صفات سے اپنی ذات کا منزہ ہونا ثابت کرے۔ دوسری قوموں نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت یا تو تنزیہی صفت اختیار کی ہے یعنی نرگن کے نام سے پکارا

ہے اور یا اس کو سرگن مان کر ایسی تشبیہ قرار دی ہے کہ گویا وہ عین مخلوقات ہے اور ان دونوں صفات کو جمع نہیں کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفات کے آئینہ میں اپنا چہرہ دکھلایا ہے اور یہی کمال توحید ہے۔ (چشمہ معرفت)۔

۴ مئی ۱۹۳۶ کے پیغام صلح سے ماخوذ ص

ڈاکٹر سر اقبال اور احمدیت

پہلی قسط

حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت اور تکفیر المسلمین کے بے بنیاد الزامات

مولوی غلام نبی صاحب مسلم بی۔ اے

مسلمانوں کا انتشار اور خانہ جنگی:

اس وقت ہر ایک قوم اپنی قوت کو مجتمع کر کے اپنے بقا کے لئے کوشاں ہے۔ آج 32 کروڑ دیوتاؤں کے پجاری، جن کی کوئی چیز بھی مشترک نہیں، زندگی کی جدوجہد میں یکجاں ہو کر مصروف ہیں۔ باوجود عقائد کے سخت اختلاف کے وہ متحد العمل ہیں۔ مگر افسوس مسلمان، جس کی تخمیر ہی اخوت ومساوات، اتحاد ووحدت سے ہوئی، وہ پراگندہ ومنتشر۔ کبھی وقت تھا کہ مسلمان اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (29:48) تھے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (10:49) کا خلعت فاخرہ ان کے زیب تن تھا۔ لیکن ایک وقت آیا کہ خود غرض قائدوں نے عوام الناس کو حقیقت سے بے خبر کر کے ان میں باہمی نفاق وافتراق کی بنیاد رکھی اور معمولی مسائل کی اختلاف کی آڑ میں اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل میں امت میں فتنہ وفساد اور قتل وخون کا دروازہ کھول دیا۔

مسلمان لیڈروں کے مشاغل:

اس وقت بھی قوم کی قیادت ایک ایسے گروہ کے ہاتھ میں آگئی ہے جن کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ہماری تفریق وتکفیر سے قوم کی طاقت برباد وغارت ہو رہی ہے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آج دشمنان اسلام تمام طاغوتی قوتوں کے ساتھ دین حق کے مٹانے میں ہر ممکن ذرائع سے سرگرم عمل ہیں اور ان کے مقابلہ کی بھی ضرورت ہے۔ مگر ان کا کام شب وروز مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور اندرونی قوت کو کمزور کرنا ہے۔ کفار اگر اسلام پر حملے کریں تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جیسا کہ ان کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔ وہ اگر جنگ کریں گے تو ان کے ساتھ جو کلمہ گو ہیں۔ جن کا کام ہر وقت اعلاء کلمۃ الحق ہے۔ جو اپنی زندگیاں اشاعت اسلام کے لئے خدا کے پاس فروخت کر چکے ہیں۔

تفریق ایک لعنت ہے:

مخلصانہ اختلاف رائے ہمیشہ ترقی کا باعث ہوا ہے۔ اور اس کی بدولت اقوام ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی رہی ہیں۔ مگر تفریق ایک لعنت ہے جو بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ ایک عذاب ہے جو خدائے پاک کی ناراضی ظاہر کرتا ہے۔ اسلام اور امت مسلمہ کی زبون حالی کا سرچشمہ کو رباطن۔ خدا دشمن اور حقیقت ناشناس مکفر ملاؤں کی سرگرمیاں ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اس کا مرثیہ "جاوید نامہ" لکھتے ہیں۔

دین حق از کافری رسواتر است
زانکہ ملا مومن کافر گر است
از شگر غیائے ایں قرآں فروش
دیدہ ام روح الامیں را در خروش
زاں سوئے گردوں دلش بیگانہ
نزد او اُم الکتاب افسانہ
بے نصیب از حکمتِ دین نبی
آسمانش تیرہ از بے کوکبی
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولس فرد فرد
مکتب و مُلّاں اسرار کتاب
کور مادر زاد و نور آفتاب
دین کافر فکر تدبیر جہاد
دینِ ملا فی سبیل اللہ فساد

ڈاکٹر سر اقبال مکفرین کی صف اول میں:

مگر افسوس کہ ڈاکٹر صاحب آج ان مکفرین کی صف اول میں کھڑے ہیں۔ اور خدائے واحد کی پرستار، نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا، قرآن وسنت کی حقیقی متبع جماعت کو خارج از اسلام کرنے کی غیر مستحق سعی میں مصروف ہیں۔ حالانکہ آج ڈاکٹر صاحب مسلمانوں میں کوئی ایسی

جماعت یا فرقہ نہیں بتا سکتے جو خدمت اسلام واشاعت، اسوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں جماعت احمدیہ کے مقابلے میں کوئی بھی کام کر سکی ہو۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان (جو انہوں نے احمدیوں کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے کے متعلق لکھا ہے) پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ کلمہ گووؤں پر کفر کے فتوے اور خادم اسلام جماعتوں کو خارج از اسلام قرار دینا اس گروہ مکفرین کی سنت قدیمہ ہے اور کوئی بزرگ یا جماعت نہیں جو ان کے اس حربہ سے بچی ہو۔ بات اصل میں یہ ہے کہ امتداد زمانہ سے ایک سچائی جہالت کے پردے میں چھپ جاتی ہے تو جب کوئی بندہ حق آکر اسی حقیقت کو واضح کرتا ہے تو وہ لوگوں کو نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اور لوگ اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے اس پر تکفیر کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کسی شخص کے دائرہ اسلام میں رہنے کے لئے دو شرطیں پیش کی ہیں۔ ایک اقرار توحید اور دوم ختم رسالت پر ایمان۔ چنانچہ آپ ”اسلام اور احمدیت“ میں تحریر فرماتے ہیں۔ محمدؐ کے سادہ مذہب کی بنیاد ان دو اصولوں پر ہے۔ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ جب تک ایک شخص اسلام کے دو بنیادی اصول (توحید الٰہی اور ختم نبوت) کا پابند ہے۔ اس وقت تک ایک متشدد سے متشدد ملا سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ اگرچہ وہ قرآن کے مطالب میں کتنا ہی غلطی پر سمجھا جائے۔

احمدیت کی فتح:

دراصل ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان ایک نوعیت سے بے عدیل ہے اور دراصل یہ تکفیر بازی کے تابوت میں آخری میخ کا کام دیتا نظر آتا ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں میں تکفیر بازی فروعی مسائل پر تھی اور وہ معمولی اور غیر ضروری اختلاف پر ایک دوسرے کو ہدف تکفیر بنا دیتے تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتا ہو، خواہ اس کے اعمال اور اقوال دوسرے مسلمانوں سے کتنے ہی مختلف ہوں، وہ دائرہ اسلام کے اندر ہے۔ مگر ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہی وہ اصول ہے۔ جس کا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور گزشتہ بیس سال سے اعلان کرتی آئی ہے کہ ہم ہر اس شخص کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں اور اس اصول کی رو سے دنیا بھر کے کلمہ گو خواہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، ہمارے نزدیک مسلمان ہیں۔ اور درحقیقت ڈاکٹر صاحب نے ہماری ترجمانی کی ہے اور یہی مجدد زمان نے فرمایا تھا۔ ”میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔“ (تریاق القلوب صفحہ 130) میرے خیال میں اب مکفر ملاؤں کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی ہو گی کہ ان کی اور ان کے ”آباؤاجداد“ کی صدیوں کی محنت اور ”اسلام نوازی“ کو ڈاکٹر صاحب نے ایک ضرب میں پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ اور ہر احمدی مسرور وشادمان ہے کہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم اور جماعت احمدیہ کی مسلسل پیش کردہ بات کا اقرار خدائے پاک نے ایک مخالف شخص سے کرایا۔

ڈاکٹر صاحب کے بیان کا بودہ پن:

اس پر ڈاکٹر صاحب کے باقی مضمون کا بودہ پن دیکھئے۔ آپ نے ہرگز اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ آیا مجدد زمان نے ختم نبوت کو نہیں مانا یا احمدی جماعت ختم نبوت کی قائل نہیں۔ بلکہ یہی کہا ہے کہ یہ جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ”توحید اور ختم رسالت اساس اسلام ہیں۔ پس احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ ڈاکٹر صاحب کا فرض تھا کہ وہ ثابت کرتے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور احمدی مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ مگر چونکہ یہ فتوٰی ذاتی مصالح کی بنا پر دیا گیا ہے۔ جس کا بعد میں ذکر ہو گا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے عوام الناس میں مقبولیت اور احمدیت کے خلاف جذبہ نفرت کی فراوانی دیکھ کر بے تکا الزام تھونپ دیا ہے۔

ڈاکٹر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا:

ڈاکٹر صاحب کا الزام دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

1۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

2۔ جماعت احمدیہ نبی کے آنے کی قائل ہے۔

1۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا؟ اس سوال کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے۔ مرزا صاحب عام مسلمانوں کی طرح ختم نبوت کے قائل تھے اور اس بات پر محکم یقین رکھتے تھے کہ نبوت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ ذیل کے چند حوالے اس کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔

1۔ ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ازالہ اوہام صفحہ 137)

2۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی(اعلان 2اکتوبر 1891ء)

3۔ اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبیؐ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا یا پرانا۔ اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا ایک نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔(نشان آسمانی صفحہ 28)

4۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ”فتح اسلام“ ”توضیح مرام“ و”ازالہ اوہام“ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں ”ازالہ اوہام“ کے صفحہ 137 میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق گزرتے ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں، جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہ خوب جانتا ہے، اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبیؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرآئیل رجال یکلّمون من غیر انّ یکونوا انبیاء فان یکن منٌ فی امّتی منھم احدفعُمرُ (صحیح بخاری جلد اول صفحہ 521 پارہ 14 باب مناقب عمرؓ) تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرائے میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اس کو (لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں (3 فروری 1892ء القول المجید صفحہ 82 مصنفہ مولانا محمد احسن امروہی)

5۔ ہم مسلمان ہیں، خدا کی کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور رسول ہیں اور ان کا دین سب دینوں سے افضل ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہ شخص جس نے اس کے فیض سے پرورش پائی ہو اور ان کے وعدہ کے موافق ظاہر ہوا ہو اور خدا سے کلام اور خطاب کرتا ہے۔ اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے اور حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔ ان کو سوائے فہم قرآن کے کچھ نہیں دیا جاتا اور وہ نہ زیادہ کرتے ہیں اور نہ کم کرسکتے ہیں قرآن شریف میں سے۔ اور جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم وبیش کرے وہ شیطان اور بدکاروں میں سے ہے۔ (مواہب الرحمٰن عربی صفحہ 67-66۔ 1900ء کے بعد کی تصنیف)

جماعت احمدیہ لاہور پر غلط فتویٰ:

مذکورہ بالا حوالہ جات اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ مدعی نبوت کو کافر و کاذب قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ”ایمانداری“ اسی بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کو چھوا تک نہیں۔ اور اپنے دماغی خیالات پر اپنے غلط اور سراسر بے حقیقت الزامات کی دیواریں استوار کر لی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کا ایک بڑا گروہ مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے۔ بھلا اس سے مرزا صاحب کی ذات کا کیا تعلق؟ کیا عیسائیوں کے مسیح کو ابن خدا ماننے کے مجرم حضرت مسیحؑ خود ہیں اور اگر نہیں تو قادیانیوں کے مرزا صاحب کے نبی ماننے میں مرزا صاحب کا قصور؟ اور حقیقت یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ بھی منکر نہیں۔ وہ اس لفظ کی ایک غلط تاویل کرتے ہیں اور بقول اقبال کلمہ توحید کے اقرار اور ختم نبوت کی تصدیق کے بعد ہر قسم کی تاویل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس لئے قادیانی گروہ بھی خارج از اسلام نہیں۔ خیر اس کو بھی ہم چھوڑتے ہیں۔

کچھ سوالات

شاہد عزیز

سوال: مرزا غلام صاحب کا دعویٰ ہے کہ اُن کے الہامات میں خدا تعالیٰ نے اُن کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال

کئے ہیں تو پھر آپ کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ وہ مُدعی نبوت تھے۔

جواب: خدا تعالیٰ کی سب سے مستند وحی قرآن میں موجود ہے۔ ساری اسلامی دُنیا کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ نزول سے لے کر اب تک قرآن میں ایک نقطہ بھی کم ہوا نہ زیادہ۔ قرآن کا حکم ہے کہ کسی بھی مسئلہ کے حل کے لئے مسلمانوں کو اولاً قرآن ہی سے رجوع کرنا چاہیے۔ سو میں قرآن سے ہی آپ کی غلط فہمی دور کرتا ہوں۔

قرآن فرماتا ہے کہ وَقَالَ ٱلْمَلِكُ ٱئْتُونِى بِهِۦ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُ ٱلرَّسُولُ قَالَ ٱرْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ ٱلنِّسْوَةِ ٱلَّٰتِى قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّى بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ اور بادشاہ نے کہا اُسے (حضرت یوسف) کو میرے پاس لے آوٴ۔ جب وہ رسول اُس (یوسف) کے پاس آیا تو اُس (یوسف) نے کہا اپنے رب کے پاس جا اور اُس سے پوچھ کہ اُن عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، میرا رب اُن کی چال اچھی طرح جانتا ہے۔ (سورۃ یوسف آیت ۵۰)

اب یہاں خدا تعالیٰ اپنی اُس وحی میں جو کہ قرآن میں محفوظ ہے مصر کے بادشاہ کے ایلچی کے لئے رسول کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تو کیا اب ہم مصر کے بادشاہ کے ایلچی کو اُن ہی معنوں میں رسول مان لیں جن معنوں میں ہم حضرت یوسف کو رسول مانتے ہیں؟

مزید، حضرت یوسف جو خدا تعالیٰ کے نبی تھے وہ قرآن کے الفاظ میں مصر کے بادشاہ کو رب کہتے ہیں۔ اور اُسی آیت میں اللہ تعالیٰ کو بھی رب کہتے ہیں۔ کیا کوئی کہتا ہے کہ جب خدا کی وحی میں جب حضرت یوسف مصر کے باشاہ کے لئے رب کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ حضرت یوسف اُسے خدا مانتے تھے؟ اگر حضرت مرزا صاحب کے الہامات و وحی میں اُن کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ آنے سے وہ نبی اور رسول بن گئے اور اُن پر ایمان لانا ضروری ہو گیا تو پھر جب حضرت یوسف مصر کے بادشاہ کو وحی قرآن میں رب کہنے سے وہ کیوں خدا نہیں بن جاتا؟ اور ہم کیوں اُسے رب نہیں مانتے؟

اِس کے ساتھ ہی حضرت یوسف یہ بھی فرماتے ہیں کہ 'تیرا رب' اور 'میرا رب'۔ تو ہم یہ کیوں نہیں مانتے کہ خدا دو ہیں اسلئے کہ خدا کا ایک نبی کہہ رہا ہے کہ اُن کا رب اور بادشاہ کے ایلچی کا رب الگ الگ ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر آپ بُنیادی اصول سمجھے بغیر الفاظ پر جرح شروع کر دیں گے تو اِسی طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔ اصول یہ ہے کہ مسلمان خدا کی واحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے اِس آیت میں رسول اور رب کی تعبیر اور تشریح کرتے ہوئے ہمیں یہ اصول ذہن میں رکھنا ہو گا اور اِس کی روشنی میں اِس آیت میں مصر کے بادشاہ کے لئے لفظ رب کے استعمال کا مطلب سمجھنا ہو گا۔ اِس کی مثال اردو کے الفاظ مالک اور نوکر بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کو مالک یوم الدین کہتے ہیں۔ لیکن مالک اور نوکر میں لفظ مالک کا آپ وہ مطلب نہیں لیں گے جو مالکِ یوم الدین میں ہے۔

بُنیادی اصول یہ ہے کہ حضرت نبی کریم آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ نیا اور نہ پُرانا۔ اس لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے الہامات میں لفظ کے استعمال کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حضرت نبی کریمؐ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت موسیٰ کی طرح نبی ہیں۔ اِس کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مقرر کردہ مجدد تھے اور خدا تعالیٰ اُن سے کلام کرتا تھا۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر کسی کے نبی بننے کے لئے وحی میں رسول اور نبی کے الفاظ کا ہونا ضروری ہوتا تو نبی کریم کی پہلی وحی میں حضرت جبرائیل ضرور حضور کو نبی و رسول کہہ کر پکارتے۔ حضرت نبی کریمؐ کو تو وحی میں بہت بعد میں نبی اور رسول کہا گیا لیکن سب یہ مانتے ہیں کہ پہلی وحی میں حضرت جبرائیل کے یہ کہتے ہی کہ "پڑھ"، حضرت نبی کریم نبی و رسول بن گئے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوال یہ نہیں کہ الفاظ کیا تھے۔ سوال یہ ہے کہ وحی کس قسم کی تھی۔ اگر وحی نبوت ہو تو اُس میں نبی اور رسول کے الفاظ نہ بھی ہوں تو مخاطب نبی بن جاتا ہے لیکن اگر وحی ولایت ہو تو اُس میں جو بھی الفاظ ہوں مخاطب نبی نہیں بنتا۔

اس لئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی وحی، وحی ولایت تھی۔ یہ وحی نبوت نہیں تھی۔ اسلئے وہ مجدد ہی رہے نبی نہ بنے۔

سوال: لیکن مرزا غلام احمد صاحب نے کہا تھا کہ اُنہیں وحی ہوتی ہے اور وحی تو صرف نبی کو ہوتی ہے۔ سو لفظ نبی و رسول کے آپ جو بھی معنے کرتے رہیں، یہ دعویٰ کہ اُنہیں وحی ہوتی ہے اصل میں دعویٰ نبوت ہے۔

جواب: قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ وحی صرف نبی کو ہوتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِى ٱلْيَمِّ وَلَا تَخَافِى وَلَا تَحْزَنِىٓ ۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ (سورۃ القصص، آیت ۷) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو وحی کی کہ اُسے دودھ پلا اور جب تجھے خوف ہو تو اُس کو دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر نہ

غم کرنا ہم اُسے تیری طرف لوٹائیں گے اور رسولوں میں سے بنائیں گے۔
یہاں قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو وحی کی۔

مسلمانوں میں کوئی بھی والدہ موسیٰ کو نبیہ نہیں مانتا لیکن قرآن اُن کی طرف وحی کا ذکر کرتا ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ غیر نبی کو بھی وحی ہو سکتی ہے۔ تو اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے وحی ہوتی تو آپ نے کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور نہ ہی وہ مدعی نبوت بن گئے۔

سوال: لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا یہ کہنا تو قابل اعتراض ہے کہ کئی دفعہ اُن کے پاس فرشتہ وحی لے کر آیا کیونکہ فرشتہ صرف نبی پر نازل ہوتا ہے۔

جواب: یہ اعتراض بھی غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ قرآن فرماتا ہے وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ آل عمران، آیت ۴۲) اور **فرشتوں** نے کہا کہ اے مریم۔۔۔ یہاں قرآن کریم کے مطابق فرشتے حضرت مریم پر نازل ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کا پیغام دے رہے ہیں۔ مسلمان نہ عیسائی کوئی بھی حضرت مریم کو نبیہ نہیں مانتا لیکن اِس کے باوجود قرآن فرماتا ہے کہ فرشتے حضرت مریم کی طرف نازل ہوئے اور حضرت مریم کو بتایا کہ خدا نے اُنہیں ایک خاص کام کے لئے چُن لیا ہے۔

تو جب قرآن یہ فرما رہا ہے کہ ایک غیر نبی، والدہ موسیٰ، کو وحی کی اور یہ کہ فرشتے ایک غیر نبی، حضرت مریم، کی طرف نازل ہوئے تو پھر اگر حضرت مسیح موعود نے یہ ہی کہہ دیا تو یہ قابل اعتراض کس طرح ہو گیا۔
حضرت مرزا غلام احمدؒ کا دعویٰ کیا تھا اور ساری جماعت احمدیہ نے حضرت صاحب کی تحریرات سے کیا نتیجہ اخذ کیا کہ وہ کس منصب کے مدعی ہیں یہ حضرت صاحب کے کتبے کی عبارت سے واضح ہو جاتا ہے۔ یہ عبارت میاں محمود احمد صاحب کے سسر نے لکھی اور حضرت مولانا نورالدین کو پیش کی۔ اور اُن کی اجازت سے حضرت صاحب کے کتبہ پر لکھی گئی۔ اُس پر حضرت صاحب کو مجدد چار دہم لکھا گیا تھا نبی یا رسول نہیں۔ اگر ساری جماعت حضرت صاحب کی وفات کے وقت آپ کو نبی مانتی تھی تو مجدد کیوں لکھا؟

حضرت مرزا غلام احمد، حضرت نبی کریمؐ کے غلام تھے جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے۔ اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔
4. بمطابق فرمان نبوی حضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اِس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ وہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہر گز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔